الاستبصار فی ما اختلف من الاخبار

<"xml encoding="UTF-8?>

الاستبصار فی ما اختلف من الاخبار کتب اربعہ میں سے چوتھی کتاب ہے ۔ یہ کتاب شیخ طوسی (د۴٦۰ق /۱۰٦۸م) کی تالیف ہے جو شیخ الطائفہ کے نام سے بھی معروف ہیں ۔

مضامین

یہ کتاب فقہی احادیث پر مشتمل ہے اور تہذیب الاحکام کی بنسبت مختصر ہے۔اس کتاب کے ابواب کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ پہلا اور دوسرا حصہ عبادات سے متعلق ہے اور آخری یا تیسرا حصہ فقہ کے دوسرے ابواب سے ابواب جیسے عقود، ایقاعات، احکام تا حدود و دیات وغیرہ سے مخصوص ہے۔

خود مؤلف نے اس کتاب میں موجود احادیث کی تعداد ۵۵۱۱ ذکر کیا ہے۔[1] لیکن اس کتاب کا جو تحقیقی نسخہ منتشر ہوا ہے اس میں احادیث کی تعداد ۵۵۵۸ حدیث تک پہنچتی ہیں۔ اور یہ اختلاف ممکن ہے بعض احادیث کی گنتی کی نوعیت کی وجہ سے پیش آجائے۔[2]

شیخ طوسی نے پہلے دو حصوں میں احادیث کو انکی سندوں کے ساتھ مرقوم فرمایا ہے لیکن آخری حصے میں سندوں کو نہایت ہی اختصار سے ذکر کیا ہے اور زیادہ تر کتاب تہذیب الاحکام اور کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں شیخ صدوق کی روش سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔[3]

تألیف کا مقصد

شیخ طوسی کے بعض شاگرد اور دیگر علما نے شیخ صاحب سے کسی ایسی کتاب لکھنے کی درخواست کی جس میں متعارض اور مخالف احادیث اکھٹے کرکے انکے بارے میں تحقیق و بررسی کے ذریعے صحیح احادیث کو غیر صحیح احادیث سے جدا کیا جائے۔ شیخ طوسی نے اسی مقصد کی خاطر اس کتاب میں پہلے صحیح اور معتبر احادیث کو ذکر کیا ہے پھر مخالف روایات کو ذکر کرکے ان کی جانچ پڑتال کی ہے اس حوالے سے کوشش کرکے تمام احادیث کو حد الامکان جمع کیا ہے اور کسی حدیث کو نہیں چھوڑا ہے۔

شیوہ تألیف

شیخ طوسی نے اس کتاب میں جہاں ہر باب میں اس موضوع سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے وہاں انکی سند اور مضامین کے حوالے سے جانچ پڑتال کرکے ان احادیث کی ظاہری ناہمخوانی اور ٹکراؤ کو ختم کرنے یا بعض کو بعض پر ترجیح دینے کی تجویز دی ہے۔ احادیث کے ظاہری ٹکراؤ کو ختم کرنے کے حوالے سے فقہ میں شیخ طوسی کا طریقہ کار ایک ممتاز مقام رکھتا ہے اور اس کتاب میں یہ چیز بوضوع روشن اور آشکار ہے۔

اس بنا پر اس کتاب کو صرف احادیث کا مجموعہ شمار کرکے اس کی فقہی پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

اس کتاب میں بھی دیگر کتب اربعہ کی طرح فقہ کے ابواب کو فقہ میں رائج طبقہ بندی کے مطابق ترتیب دی گئی ہے۔

اگرچہ شیخ طوسی نے اس کتاب کی تألیف میں کسی حد تک اپنی پہلی تألیف - تہذیب الاحکام - پر بھروسہ کیا ہے لیکن یہ کتاب اپنی تالیفی اہداف کو مدنظر رکھتے ہوئے ابواب کی ترتیب اور احادیث کی ترتیب دونوں حوالوں سے ایک خاص مقام کا حامل ہے اور ایک مستقل کتاب کے طور پر پہچانی جاتی ہے۔

یہ استقلال خود مؤلف نے اس کتاب کی جو فہرست دی ہے، میں بھی اور ۔[4] انکے ہم عصر عالم دین نجاشی[5]

کے کلام میں بھی سے بوضوح آشکار ہے۔
اس کتاب کی خصوصیات
یہ کتاب پہلی کتاب ہے جس میں مخالف احادیث کو جمع کرنے کی خاطر لکھی گئی ہے۔
کتاب استبصار، نہایت معتبر اور متند ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت جامع کتاب بھی ہے یہاں تک کہ سید ابن طاوؤس فرماتے ہیں: اگر کسی مورد میں کوئی مخالف حدیث موجود ہو تو وہ کتاب استبصار میں ضرور اس کی طرف اشارہ کی گئی ہوگی۔
ہر باب کے آغاز میں پہلے معتبر یا حد اقل مورد قبول احادیث کو ذکر کیا ہے اس کے بعد دوسری احادیث کو ذکر کیا ہے۔
یہ کتاب فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل نہیں ہے بلکہ صرف ان ابواب کی طرف اشارہ کرتی ہے جن میں مخالف احادیث موجود ہوں لیکن اس میں موجود ابواب کی ترتیب فقہ میں رائج ترتیب کے مطابق طہارت سے شروع ہو کر دیات پر ختم ہوتی ہے۔
اس کتاب کی قدر و منزلت
کتاب شیعہ حدیثی کتابوں میں معتبرترین کتاب شمار کیا جاتا ہے اور ہر فقیہ اور مجتہد کیلئے احکام شرعی کی استنباط میں اس کی طرف مراجعہ کرنا ایک لازمی امر سمجھا جاتا ہے۔
اس کتاب کی اہمیت اور قدر و منزلت کی بنا پر اس کا نام ہمیشہ شیعہ علماء اور فقہاء کی کتابوں میں اس کتاب کی احادیث ضرور مذکور نظر آتی ہیں۔
کتب حدیث سے موازنہ
اہم حدیثی کتب   مصنف   متوفی   تعداد احادیث   توضیحات
المحاسن
احمد بن محمد برقی
274 ھ   تقریباً 2604   مختف عناوین کا مجموعۂ احادیث
کافی
محمد بن یعقوب کلینی
329 ھ   تقریباً 16000   اعتقادی، اخلاقی آداب اور فقہی احادیث
من لا یحضر الفقیہ
شیخ صدوق
381 ھ   تقریباً 6000   فقہی
تہذیب الاحکام
شیخ طوسی
460 ھ   تقریباً 13600   فقہی احادیث
الاستبصار فیما اختلف من الاخبار
شیخ طوسی   460 ھ   تقریباً 5500   احادیث فقہی
الوافی
فیض کاشانی

1091 ھ   تقریباً 50000   حذف مکررات کے ساتھ کتب اربعہ کی احادیث کا مجموعہ اور بعض احادیث کی شرح

وسائل الشیعہ

شیخ حر عاملی

1104 ھ   35850   کتب اربعہ اور اس کے علاوہ ستر دیگر حدیثی کتب سے احادیث جمع کی گئی ہیں

بحار الانوار

علامہ مجلسی

1110 ھ   تقریباً 85000   مختلف موضوعات سے متعلق اکثر معصومین کی روایات

مستدرک الوسائل

مرزا حسین نوری

1320 ھ   23514   وسائل الشیعہ کی فقہی احادیث کی تکمیل

سفینہ البحار

شیخ عباس قمی

1359ھ   10 جلد   بحار الانوار کی احادیث کی الف ب کے مطابق موضوعی اعتبار سے احادیث مذکور ہیں

مستدرک سفینہ البحار

شیخ علی نمازی

1405 ھ   10 جلد   سفینۃ البحار کی تکمیل

جامع احادیث الشیعہ

آیت اللہ بروجردی

1380 ھ   48342   شیعہ فقہ کی تمام روایات

میزان الحکمت

محمدی ری شہری

معاصر   23030   غیر فقہی 564 عناوین

الحیات

محمد رضا حکیمی

معاصر   12 جلد   فکری اور عملی موضوعات کی 40 فصل

نشر و اشاعت

یہ کتاب انتشارات دارالکتب الاسلامیہ کے توسط سے تہران میں ۴ جلدوں میں قطع وزیری میں سنہ ۱۳۹۰ق کو منتشر ہوئی ہے۔

الاستبصار ایک دفعہ ۱۳۰۷ق میں ۳ جلدوں میں ہندوستان کے شہر لکھنو میں جبکہ سنہ ۱۳۱۵-۱۳۱۷ق کو تہران میں دوبارہ منتشر ہوئی ہے۔

اس کتاب کا تحقیقی نسخہ حسن موسوی کی کوششوں سے مشہد میں اور محمد آخوندی کے زیر نگرانی نجف

اشرف میں (۱۳۷۵-۱۳۷۶ق ۴ جلدوں (جزء سوم ۲ مجلد میں) منتشر ہوئی ہے اور کئی بار تجدید چاپ ہوئی ہے۔
قدیمی نسخے
کتاب الاستبصار کے قدیمی نسخے کے حوالے سے سب سے پہلے ایک ناقص نسخے کا تذکرہ کرنا پڑیگا آقابزرگ تہرانی[6] کے بقول سیدہادی کاشف الغطاء نجف اشرف میس جعفر بن علی مشہدی کے قلم سے یہ نسخہ موجود ہے۔ انکے بقول یہ نسخہ شیخ طوسی کے دستخط سے مقایسہ کیا گیا ہے اور اس کی تاریخ کو۵۷۳ق ذکر کیا گیا ہے۔
اس کے بعد آیت اللہ مرعشی کی لائبریری میں محفوظ نسخے کی نوبت آتی ہے جو آٹھویں صدی قمری میں تدوین ہوئی ہے[7]
شروحات و تعلیقات
کتاب استبصار پر شرح یا تعلیق کے عنوان سے دسویں صدی ہجری قمری کے اواخر سے کتابیں منظر عام پر آنی شروع ہوئی جن میں سے اہم ترین کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جاتا ہے:
محمدبن علی بن حسین عاملی، صاحب مدارک الاحکام نے (۱۰۰۹ق) میں اس کتاب پر ایک حاشیہ لکھا ہے جو کتاب کے متن کے ساتھ محفوظ ہے۔[8]
حسن بن زین الدین عاملی، صاحب معالم الدین نے (۱۰۱۱ق) میں اس کتاب پر ایک حاشیہ لکھا ہے جسے افندی نے ریاض العلماء میں ذکر کیا ہے۔[9]
محمد بن علی بن ابراہیم استرآبادی صاحب منہج المقال نے (۱۰۲۸ق) میں اس کتاب پر ایک حاشیہ لکھا ہے جو نجف اور مشہد دیکھا گیا ہے۔ [10]
استقصاء الاعتبار، کو محمد بن حسن بن زین الدین عاملی نے (د ۱۰۳۰ق) میں اس کتاب پر حاشیہ کے عنوان سے لکھا ہے جسے آقابزرگ تہرانی نے اس کے کئی نسخوں کو معرفی کیا ہے۔[11]
مناہج الاخبار، کو کمال الدین (یا نظام الدین) احمد بن زین العابدین عاملی نے اس کتاب پر شرح کے عنوان سے لکھی ہے۔[12]
ملا محمدامین استرآبادی نے (۱۰۳۶ق) میں اس کتاب پر ایک حاشیہ لکھا ہے۔ [13]
میرمحمدباقر استرآبادی، معروف بہ میرداماد نے (۱۰۴۰ یا ۱۰۴۱ق) میں اس کتاب پر ایک تعلیقہ لکھا ہے جسے کبھی کبھار شرح سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس کے کئی نسخے کتابخانہ سپہ سالار تہران اور کتابخانہ تربیتی میں موجود ہیں۔[14]
جامع الأخبار فی ایضاح الاستبصار، جسے شیخ عبداللطیف بن علی بن احمد بن ابی جامع حارثی (۱۰۵۰ق) شاگرد شیخ بہایی نے اس کتاب پر حاشیہ کے عونان سے لکھی ہے .[15]
کشف الاسرار فی شرح الاستبصار، جسے سید نعمت اللہ جزایری نے (۱۱۱۲ق) میں اس کتاب پر حاشیہ کے عنوان سے لکھی ہے جسکے متعدد خطی نسخوں کو آقابزرگ تہرانی معرفی کیا ہے۔[16]
نکت الارشاد در شرح استبصار، شہید اول محمد بن مکی کی تالیف ہے۔
شرح استبصار، سید میرزا حسن بن عبدالرسول حسینی زنوزی کی تالیف ہے۔
شرح استبصار، امیر محمد بن امیر عبدالواسع خاتون آبادی، داماد علامہ مجلسی کی تالیف ہے۔[17]

حوالہ جات

1. طوسی، الاستبصار، ج۴، ص۳۴۲
2. بجنوردی، ج۸، ص۳۲۹۶، ذیل مدخل
3. حلی ج۱، ص۲۷۶؛ دانش پژوه، ج۳، ص۱۰۸۶-۱۰۸۷
4. طوسی، الفهرست، ج۱، ص۲۴۰
5. نجاشی، ج۱، ص۴۰۳
6. آقابزرگ تهرانی، ج۲، ص۱۴ - ۱۵
7. کتابخانه مرعشی، نسخ خطی، ج۴، ص۳۸۶-۳۸۷
8. آقابزرگ تهرانی، ج۲، ص۱۶
9. افندی، ج۱، ص۲۳۲
10. فاضل محمود، ج۱، ص۲۱۹-۲۲۰
11. آقابزرگ تهرانی، ج۲، ص۳۰-۳۱
12. کتابخانه آستان قدس، فهرست، ج۵، ص۱۸۲
13. آقابزرگ تهرانی، ج۱۳، ص۸۳
14. ابن یوسف شیرازی، ج۱، ص۲۴۴؛ آقابزرگ تهرانی، ج۱۳، ص۸۳
15. آقابزرگ تهرانی، ج۵، ص۳۷- ۳۸
16. آقابزرگ تهرانی، ج۱۸، ص۱۷
17. دائرة المعارف بزرگ اسلامی، ذیل واژه الاستبصار

مآخذ

آقابزرگ تهرانی، الذریعة

ابن یوسف شیرازی، فهرست کتابخانه مدرسه عالی سپهسالار، تهران

افندی عبدالله، ریاض العلماء، به کوشش احمد حسینی، قم

دائرة المعارف بزرگ اسلامی

دانش پژوه، نشریه کتابخانه مرکزی دانشگاه تهران

طوسی، الاستبصار، به کوشش حسن موسوی خرسان، نجف

طوسی، الفهرست، به کوشش محمدصادق بحرالعلوم، نجف

حلی، رجال، نجف.

فاضل محمود، فهرست نسخه های خطی کتابخانه جامع گوهرشاد، مشهد

کتابخانه آستان قدس، فهرست

کتابخانه آصفیه، خطی

کتابخانه مرعشی، نسخ خطی

نجاشی، الرجال، به کوشش موسی شبیری زنجانی، قم